صدر ناصر نے حالیہ ٹیلی وژن کے بعد انقلاب مصر کی سالگرہ کے موقع پر پہلی بار جو تقریر کی اس میں انہوں نے شکست کے اسباب اور درپردہ محرکات اور آئندہ لائحہ عمل پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ ایمان افروز جملے بھی ارشاد فرمائے کہ :

"ہمیں اس حقیقت پر یقین رکھنا چاہئے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ اور اگر ہم موثر جدوجہد کریں گے تو خدا ہمیں فتح و نصرت سے ہمکنار کرے گا۔ آگے چل کر انہوں نے کہا کہ اب سوال یہ ہے۔ کہ موجودہ بحران میں ہم اپنے مقاصد پورے کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ میرے پاس اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایک سبق دینا چاہتا تھا، جو پہلے ہم نے سیکھنے کی کوشش نہیں کی تھی، وہ سبق یہ تھا کہ ہم اپنی خامیوں کو دور کر دیں۔ گناہوں سے توبہ کریں۔ اور اپنے وطن کی تعمیر میں لگے رہیں۔ اب ہم نے یہ سبق حاصل کر لیا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اگر ہم فتح حاصل کرنے کی جدوجہد کریں گے تو اللہ تعالیٰ یقیناً ہمیں فتح و نصرت سے ہمکنار کرے گا ——— جن لوگوں کی نظر برائیوں ہی پر جمتی ہے، خدا کرے صدر ناصر کی زندگی کا یہ رخ بھی ان کی نگاہوں میں آسکے۔ بارگاہ صمدیت میں اخلاص اور ایمان اور ندامت و پریشانی کے چند بول بھی عربوں کی قسمت کا پانسا پلٹ سکتے ہیں۔ کہ اسکی رحمت کے دروازے ہر وقت کھلے ہیں ——— صدر ناصر کے بارہ میں عموماً دو قسم کی رائیں قائم ہیں۔ اور دونوں غلو، افراط یا تفریط سے خالی نہیں ہیں، جذباتیت، تعصب یا غالی عقیدت کی وجہ سے ہر دور کی انقلابی شخصیتوں کو ان دو چیزوں کا سامنا کرنا پڑا۔ بغض و عناد رکھنے والوں کی تفریط و تنقیص اور عقیدتمندوں کا افراط و اطراء، اور حقیقت اس بے اعتدالی میں مستور ہو کر رہی۔ مسلمانوں کے حق میں دونوں رویوں کی ہلاکت آفرینی کیطرف حضرت علیؓ نے اپنے اس ارشاد میں اشارہ فرمایا:

هلك فيّ فئتان محبٌ مفرطٌ و بغضٌ مفرطٌ ——— صدر ناصر کے بارہ میں ایک فریق کی برفروختگی کا تو یہ حال ہے کہ وہ تمام حقائق اور واقعات کو نظر انداز کر کے انہیں یہود اور سامراج کا ایجنٹ تک کہنے سے نہ جھجکے اور اسطرح بعض روشن گو رات کہہ کر اس نے حق و صداقت کا منہ چڑھایا۔ اور یہ نہ سوچا کہ دن کو رات، اندھیرا، اور روشنی دیکھو کو عربوں، بلکہ کو یہودیوں اور جانسن کو مسلمانوں کا ایجنٹ اور خیر خواہ قرار دینے سے حقائق نہیں بدلیں گے دوسرے فریق کے حسن ظن اور محبت کا یہ عالم ہے۔ کہ وہ ناصر کی محبت میں پورے عربوں کی کسی خامی پر تنقید سے بھی ناراض ہوتا ہے۔ وہ عربوں کی شکست کو "ناکامی" کہنے تک کا روادار نہیں۔ حالانکہ قرآنی تعلیمات کی روشنی میں مسلمان قوم کے عروج و زوال اور فتح و شکست پر بحث کرتے ہوئے اس قوم کی عادات و اطوار

کا تحلیل و تجزیہ ناگزیر ہے۔ خود قرآن کریم میں "تذکیر بایام اللہ" کا ایک مستقل حصہ اسی تذکیر و عبرت کی خاطر لایا گیا ہے ـــــ جذبات اور تعصب سے ہٹ کر ہر شخص اس حقیقت تک پہنچ سکتا ہے کہ ناصر معصوم نہیں۔ آزادی، حریت اور مغربی استعمار و استبداد سے گلو خلاصی کی راہ میں ان سے کچھ بے اعتدالیاں بھی ہوتیں۔ وہ اپنوں سے بھی الجھ پڑے۔ غیروں کو بھی ناراض کیا۔ مگر جہاں تک ان کی سامراج دشمنی اور مغربی استعمار سے استخلاص کی مساعی کا تعلق ہے۔ وہ بلاشبہ اس صدی میں صدر ناصر کا نمایاں وصف ہے، جسے چھپایا نہیں جا سکے گا۔ غلط فہمی، الزام تراشی اور سطحیت کی وجہ سے وہ تو یہودیوں کے ایجنٹ نہیں بن سکیں گے۔ البتہ ایسی غیر ذمہ دارانہ رائے قائم کرنے والے دانستہ یا نادانستہ مغربی اور یہودی سامراج کے پشت پناہ ثابت ہوں گے۔ ہم صدر ناصر کا دینی اور فکری کوتاہیوں سے براءت نہیں کرتے مگر اس حقیقت سے انکار ہمارے لئے ممکن نہیں کہ وہ بلاشبہ مغرب دشمنی امریکہ اور انگریز کی عداوت میں وقت کے سب سے بڑے بطل جلیل ہیں ـــ راستہ انہوں نے غلط یا صحیح جو بھی اختیار کیا ہو عربوں کے گلے سے سامراجی جوا اتار پھینکنے میں انہوں نے کوئی کسر نہیں اٹھائی ـــ

فتح و شکست تو نصیبوں سے ہے اے میر ولے
مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل ـــــــ

۱۴ ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ

اس تیرہ سو برس کے اندر کتنی قومیں آئیں اور اپنی اپنی باری میں حفاظتِ اسلام کی خدمت انجام دے کر چلی گئیں۔ جب تک انہوں نے اسلام کا ساتھ دیا اور اپنے اعمال و اعتقادات میں اس سے منہ نہیں موڑا اس وقت تک وہ بھی ان کے ساتھ رہا۔ لیکن جب انہوں نے اپنی صلاحیت اور قابلیت کھو دی، اور اس مقصد کو بھول گئے جس کی انجام دہی کیلئے زمین کی وراثت ان کو دی گئی تھی تو ان کا دور کار فرمائی ختم ہو گیا۔ اور اللہ نے اپنے دین کی حفاظت کی امانت کسی دوسری جماعت کے سپرد کر دی۔ وہ اپنے کلمۂ مقدس کی حفاظت کے لئے ہمارا محتاج نہیں ہے بلکہ ہم اسکی زندگی کے لئے اس کے محتاج ہیں۔ (مولانا ابوالکلام آزاد)